غزل

جناب نسیم شاہجہانپوری

اُن کی ہر ایک بات مجھے معتبر لگے
یارب نہ اِس یقیں پہ کسی کی نظر لگے

ہر سمت خشک سبزۂ دیوار و در لگے
اب مجھکو ایک دشت خود اپنا ہی گھر لگے

تارا لگے، چراغ لگے ہے، گُہر لگے
آنسو مژہ پہ آکے بہ شکلِ دِگر لگے

ہر سانس ایک رشتۂ نامعتبر لگے
مجھکو چراغِ زیست، چراغِ سحر لگے

آگاہیِ فریبِ مسلسل کے باوجود
کوئی بھی رہگذر ہو تری رہگذر لگے

روزِ حساب! تیرے تصور کے میں نثار
صدیوں کا فاصلہ بھی بہت مختصر لگے

اے زندگی بتا کہ ترا کیا خیال ہے
تو بھی مجھے اجل کی طرح معتبر لگے

آ۔ اے غمِ حبیب! مرا تو ہی ساتھ دے
تنہا رہِ حیات بڑی پُرخطر لگے

شاید پھر اُن کے گیسو و رُخ کی چھڑی ہے بات
ٹھہری ہوئی سی گردشِ شام و سحر لگے

یہ کس مقام پر مجھے لائی ہے زندگی
جینے سے ڈر لگے ہے نہ مرنے سے ڈر لگے

سب سے یہ پوچھتا ہوں کہ منزل ہے کتنی دور
مجھکو ہر اک شریکِ سفر راہبر لگے

اس دورِ کشمکش میں کسے فرصتِ حیات
انسان کا وجود فریبِ نظر لگے

اُن کا ہر ایک وعدۂ شام و سحر نسیم
نامعتبر بھی ہو کے مجھے معتبر لگے